انوکھے لوگ

محمد عمر فاروق

یہ ایک مانی ہوئی حقیقت اور تسلیم شدہ سچائی ہے کہ ظلم بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے اور خون بہتا ہے تو جم جاتا ہے۔ افغانستان میں سفاک امریکی سامراج اور اس کے ظالم اتحادیوں نے جس آتش و بارود کا کھیل شروع کیا ہوا ہے اس کا نتیجہ بالآخر ظلم کی موت اور ظالم کی فنا کے سوا کچھ نہیں ہے۔ مظلوم افغان مسلمان بچوں اور بزرگوں کا خون بے گناہی رائیگاں ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ جہاں ظالم کے ظلم کی آخری حد ہوتی ہے۔ وہاں سے مظلوم کی آتش انتقام کی ابتدا ہوتی ہے۔ افغان کے معصوم اور مظلوم مسلمانوں کا اس کے علاوہ اور کوئی قصور ہی کیا ہے کہ انہوں نے صدیوں کے بعد اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کا عملاً نفاذ کیا اور اللہ کی حاکمیت کے سوا کسی بھی انسانی قوت کی بڑائی اور برتری کو ماننے سے انکار کیا۔ ان کا یہ ''جرم'' ہی طاغوت کے غیظ و غضب کو ابھارنے کا باعث بنا ہے۔ وگرنہ جب تک روسی عفریت کی بربادی افغان مجاہدین کے ذریعے ہوتی رہی۔ امریکہ اور اس کے اتحادی افغانوں کی پیٹھ تھپتھپاتے اور انہیں مجاہد کہہ کر دادِ شجاعت دیتے رہے۔ کمیونزم کو اسکے منطقی انجام تک پہنچا کر جب افغان مجاہدین نے افغانستان کی تعمیر نو کے متعلق سوچنا شروع کیا تو امریکہ نے انہیں خانہ جنگی میں مبتلا کر کے ان کی قوت کو پارا پارا کر دیا۔ پھر طالبان کا غلغلہ اٹھا اور امریکہ نے یہ خیال کر کے کہ وہ انہیں مناسب وقت پر قوت و اقتدار ملنے کے بعد اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر لے گا۔ طالبان کی فتوحات میں رکاوٹ کا باعث نہ بنا لیکن جب طالبان نے ۹۰ فیصد علاقہ فتح کر کے افغانستان کو امارت شرعیہ افغانستان میں ڈھال دیا۔ اور عدل و مساوات اور امن و امان کی ایسی فضا قائم کر دی کہ جس سے نہ صرف ہر افغان شہری شاد ماں ہوا بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے کہ طالبان نے جس شرعی حکومت کا ڈول ڈالا۔ یہی تو پندرہ لاکھ افغان مسلمانوں کے خون کی پکار اور ہزاروں عرب، پاکستان اور دیگر خطوں سے آکر افغانستان میں شہادت سے ہمکنار ہونے والے مجاہدین کے دلوں میں مچلنے والی معصوم تمناؤں کی تکمیل تھی۔ لیکن دوسری طرف طالبان کا یہی کارنامہ کفر کے سینے پر مونگ دلنے لگا۔ دنیا بھر کے شیاطین سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور صلیبی، صیہونی، صنم پرست اور آتش پرست طاقتیں افغانستان کے پردے میں اسلام کی بربادی کا فیصلہ کر کے اٹھیں اور پوری مالی و حربی قوت افغانستان میں جھونک دی۔ نتیجہ یہ کہ آج افغانستان پر آتش و آہن کی بارش جاری ہے۔

افغانستان پر مسلط کی گئی اس جنگ میں صرف اسلام دشمن ممالک ہی نہیں بلکہ اسلامی ملکوں کی اکثریت بھی امریکہ کی ہم نوا ہے اور افغانستان کے مظلوم مسلمان کفر و اسلام کے اس معرکے میں اکیلے ہیں، تنہا ہیں۔ افغانستان، جس نے صدیوں کے بعد جہاد کے فریضے کو زندہ کیا۔ جس کی بدولت آفاقِ عالم میں کفر کے ستم رسیدہ مسلمانوں نے اپنے اپنے

خطوں میں ظالموں اور قاتلوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کرنے کا حوصلہ پایا۔ ہائے افسوس! کہ آج وہی افغانستان خود غیروں کی قربانیوں اور نادان اپنوں کی مہربانیوں کے طفیل بموں، گولوں اور میزائلوں کا ہدف بنا ہوا ہے۔ شہادتوں کا سفر جاری ہے۔ روزانہ درجنوں مسلمان عظمتِ اسلام اور شریعتِ اسلامیہ کے تحفظ و بقاء کی پاداش میں اپنے ہی مقدس لہو میں نہلائے جاتے ہیں۔ اب تو ظالموں کا ظلم بھی شرمانے لگا ہے۔ لیکن یہ عالمی خونخوار درندے کہ جن کے دل رحم نام کی کسی شے سے آشنا ہی نہیں ہیں۔ صرف انسانیت کی تذلیل ہی نہیں بلکہ سفاکی و درندگی کی داستانیں رقم کیے جا رہے ہیں اور کوئی ایک بھی نہیں جو ان عالمی غنڈوں کے ہاتھ پکڑ سکے اور افغانستان کے معصوم بچوں کو بے موت مرنے سے بچا سکے۔

افغانستان پر بغیر کسی وقفے کے ہونے والے ان امریکی حملوں کو تقریباً ایک ماہ ہونے کو آیا ہے۔ لیکن شہری آبادی کو نیست و نابود کرنے کے علاوہ امریکہ کے ہاتھ کیا آیا ہے؟ یہی غور طلب سوال ہے۔ اور یہ بھی توجہ طلب امر ہے کہ آخر یہ افغان مسلمان کس مٹی سے بنے ہیں کہ سب کچھ لٹا کر بھی عزم و استقامت کا ہمالہ بنے ہوئے ہیں۔ موت کو محبوبہ کی طرح گلے لگاتے ہیں لیکن بھوک، افلاس اور تہی دامنی کے باوجود سرنڈر نہیں کرتے۔ دنیا ان کی استقامت و دلاوری پر حیران ہے، پریشان ہے، دشمن تمام حربے آزما چکا ہے لیکن ان کے حوصلے بلند سے بلند تر اور جوان سے جوان تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان خاک نشینوں کو درہم و دینار کی چمک متاثر کر سکی اور نہ ہی ڈالر اور پاؤنڈ انہیں خرید سکے۔ دولت و اقتدار کے نشے میں مخمور عالمی دہشت گردوں کو کیا معلوم! کہ طالبان ایمان کی جس انمول دولت سے مالا مال ہیں۔ اس کے آگے زر و جواہر اور دولت و حشمت سب ہیچ ہیں۔ یہ سرمایۂ ایمان ہی کا اعجاز تھا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے ایران کی سپر پاور کو ملیا میٹ کیا، سیدنا خالد بن ولیدؓ نے گنتی کے اہل ایمان کے ہمراہ لاکھوں کے لشکر کو شکست فاش سے دوچار کیا، سیدنا معاویہؓ نے قیصر روم کو للکارا اور سلطنتِ اسلامیہ کی سرحدیں ہندوستان تک پھیل گئیں۔ عصرِ حاضر میں اسلام کے فرزند جلیل امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے تن تنہا دنیا بھر کی کفریہ طاقتوں کو ناکوں چنے چبانے پر مجبور کر کے قرن اول کی یاد تازہ کر دی ہے۔

ان حق پرستوں کی قربانی و ایثار ضائع کیسے جا سکتی ہے؟ جنہوں نے اپنی زمین پر اللہ کی حاکمیت کو سر بلند کر کے عدل و انصاف کو قائم کیا۔ حدود اللہ کا نفاذ کیا۔ حقوق العباد کی پاسداری کی۔ ان پر طاری آزمائش کی یہ گھڑی بہت جلد گزرنے کو ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اب چند لمحوں کی منتظر ہے۔ یقین و ثبات کے قافلے ساحلوں پر لنگر انداز ہو چکے ہیں اور اہل ایمان دشمنوں کی صفوں پر جھپٹنے کو تیار ہیں۔ اب روشنی و ظلمت میں فرق ہو کر رہے گا۔ اگرچہ یہ عزیمتوں کا راستہ ہے۔ جہاں آگ کے دریاؤں میں ڈوب کر جانا پڑتا ہے۔ مگر وہ دلاور جو خون کے قلزم میں گھوڑے دوڑانے کے خوگر ہوں، انہیں کیا فکر اور کیسا اندیشہ؟ کیونکہ

جہاں میں اہل ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے، ادھر نکلے، اُدھر ڈوبے، اِدھر